صاحبِ کنز العمّال شیخ علی متقی الہندیؒ......احوال وآثار

محمد ثانی*

ABSTRACT:

Shaikh Ali Muttaqi Hindi, the author of Kanz-ul-Ummal (The Treasure of Good Deeds) life and sayings (an academic and research analysis).

Shaikh Ali Muttaqui Hindi, a prominent academic religious, spiritual and theological personality, is one amongst the highly renowned scholars and the scholars of the traditions of the Holy Prophet of the 10th century Hijri, that is the 15th century, A.D. There is a long list of the services of scholarly and religiously nature pre-rendered to the cause. Kanz-ul-Ummal is the most prominent among all of them. This great and comprehensive service to the traditions of the Holy Prophet put him on the highest position and curtsying popularity.

The present article based on research, the life and sayings of the author of Kanz-ul-Ummal by Shaikh Ali Muttaqui Hindi (Shahebe Kanzul Ummal Shaikh Ali Muttaqui Hindi-Ahwal-o-Aathar). This researched base analysis encompasses his life, services, particularly in regard of the science of the traditions of the Holy Prophet, the priceless services of Shaikh Ali Muttaqui Hindi, his various writings on different Islamic topics, particularly, Kanzul Ummal its properties and honours, and its academic and research analysis. The compilation of this research thesis is accomplished with the consultation of modern and old resources, and the books on this topic.

Moreover, a brief analysis of the life and services of Allama (Scholar) Shaikh Ali Muttaqi Hindi, is also presented.

Keywords: Shaikh Ali Muttaqi Hindi, Author, Kanz-ul-Ummal, Scholar.

نام ونسب اور ابتدائی حالات:

آپ کا اسمِ گرامی علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان ہے۔ ''المتقی'' لقب جب کہ قادری، شاذلیؒ، مدینی، چشتی، صوفیانہ مسلک ومشرب تھا۔ آبائی وطن ہندوستان کا مشہور علاقہ جون پور تھا۔ برہان پور (دکن) میں ۸۸۵ھ/ ۱۴۸۰ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔(۱) ابتدائی حالات کے مطابق صغرِ سنی میں جب کہ عمر صرف آٹھ سال تھی، حضرت علی متقیؒ کے والد گرامی شیخ حسام الدین انہیں وقت کے ولی کامل، حضرت شیخ باجن چشتی برہان پوریؒ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور ان کے حلقۂ ارادت میں داخل کرایا۔(۲)

انہی ایام میں ان کے والد بزرگوار شیخ حسام الدین کا انتقال ہوگیا، والد کے انتقال کے بعد کچھ عرصے آغاز شباب

* ڈاکٹر، شعبہ قرآن وسنہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی برقی پتا: baber_bashir006@yahoo.com

تاریخِ موصولہ: ۱۷/۲/۲۰۱۶ء

میں کسب معاش کے لیے ملازمت اختیار کی ،تھوڑا بہت دنیا کا ساز وسامان جمع کیا، اسی اثناء میں عنایتِ حق اور ہدایتِ الٰہی کے جذبے نے شیخ علی متقیؒ کو اپنی جانب کھینچا، جس کی بناء پر متاع دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری ان کی آنکھوں میں سما گئی۔ بعد ازاں موصوف نے اپنے شیخ و مربی حضرت شیخ باجن چشتی برہان پوریؒ کے فرزند حضرت شیخ عبدالحکیمؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشائخ چشتیہ کا خرقۂ خلافت زیب تن کیا۔(۳)

حضرت شیخ علی متقیؒ کی فطرت میں چوں کہ عزیمت، بلند ہمتی، تقویٰ و پرہیز گاری، قدرت کی جانب سے ودیعت کی گئی تھی، اس بناء پر ان کی طبیعت رسمی مشیخت جو درویشانِ زمانہ کا ایک دستور بن گئی تھی، قائم نہ ہوئی، وہ مطلوب حقیقی اور مقصد اعلیٰ کے حصول کے درپے رہی (۴)۔ بعد ازاں موصوف اپنے وقت کے مشہور بزرگ، محدث اور عالم دین حضرت شیخ حسام الدین المتقیؒ کی خدمت میں ملتان پہنچے، ان کی صحبت پائی جس کے طفیل ورع وتقویٰ اور پرہیز گاری کی راہ پر استقامت نصیب ہوئی۔ مسلسل دو سال ان کی صحبت میں حاضر رہ کر ''تفسیر بیضاوی'' اور دیگر کتب پڑھیں (۵)۔حضرت شیخ علی متقیؒ کی یہ عادت تھی کہ کسی مسجد میں فروکش نہیں ہوتے تھے، مکان کرایہ پر لیتے اور اس میں قیام کرتے تھے، موصوف کی عادت تھی کہ دو تھیلے اپنے ساتھ رکھتے تھے، ایک تھیلے میں اشیائے خورونوش اور دوسرے تھیلے میں قرآن کریم اور سفر میں مطالعہ کے لیے چند ضروری کتابیں ساتھ رکھتے تھے(۶)۔ ان میں سے ایک کتاب ''عین العلم'' تھی، جس کے متعلق اپنے مریدوں کے لیے ان کی وصیت تھی کہ اس کتاب کو سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھو، یہ سالکِ راہ کے لیے کافی اور تمام کتابوں سے مستغنی کرنے والی ہے۔(۷)

موصوف اپنے ہمراہ پانی کا ایسا مشکیزہ رکھتے تھے کہ جس سے قضائے حاجت، کھانا پکانے، وضو کرنے اور پانی پینے کے بعد اتنا باقی رہتا تھا کہ اگر غسل کی حاجت پیش آئے تو نہایا جاسکے، اسے وہ اپنی کمر پر لاد لیتے تھے، صاف پانی سے پہلے برتن پاک صاف کرتے، پھر اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے تھے، آپ نے اللہ سے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ اللہ کے سوا کسی غیر سے مدد نہیں مانگیں گے، جو کام خود کرنے پر قادر ہوں گے، وہ کسی اور سے نہیں لیں گے، بالفرض کسی کی احتیاج پیش آجاتی تو پہلے اسے کچھ دیتے، پھر اسے کام کے لیے کہتے تھے۔(۸)

صفائی و پاکیزگی، یکسوئی اور یادالٰہی میں صحرانوردی کرتے، شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے، سلوک و طریقت، طہارت و پاکیزگی نفس اور تزکیۂ باطن کے لیے جدوجہد میں مصروف رہا کرتے تھے۔ موصوف کا جسم و جثہ، جوڑ اور ہڈیاں جو انسانی جسم میں اساس کی حیثیت رکھتی ہیں، نہایت مضبوط اور توانا تھیں، آخر عمر میں ریاضت و مجاہدہ اور کم خوری کے باعث ہڈیوں کا صرف ڈھانچا ہی رہ گیا تھا۔ اس زمانے میں کتابت گزراوقات کا واحد ذریعہ تھی، خلق خدا کی صحبت سے گریزاں رہتے، کوئی ساتھ رہنے اور خدمت کرنے کی درخواست کرتا تو قبول نہیں کرتے تھے۔(۹)

حضرت شیخ علی متقیؒ کے نامور شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے مطابق صدر حسن جو شیخ موصوف حضرت علی متقیؒ کے

خدمت گزاروں اور ارادت مندوں میں تھا، اسے موصوف نے مدتوں اپنے پاس جگہ دی نہ اس کی خدمت گزاری کو قبول کیا، وہ آپ کا حقیقی ارادت منداور سچا عاشق تھا، آپ کتنی ہی بے رخی کرتے، وہ حاضر خدمت رہتا، کئی مرتبہ حضرت شیخ علی متقیؒ اس سے چھپ گئے، جوتوں کے نشانات الٹے بنا کر دوسرے راستے پر چل پڑے، تاکہ وہ نہ پاسکے، کئی مرتبہ وہ آپ کو نہیں پاسکا، مگر وہ آپ کی طلب اور جستجو میں کسی نہ کسی جگہ پا ہی لیتا، آخر موصوف کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے، پھر اسے اپنی خدمت میں رہنے کی اجازت دے دی۔(۱۰)

قیام ملتان کے بعد حضرت شیخ علی متقیؒ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ہندوستان میں احمد آباد، گجرات میں گزارا، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے مطابق اس زمانے میں موصوف کی قبولیت اور شہرت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ تشریف لے جاتے، خلق خدا ان کے پیچھے ہو جاتی اور دیوانہ واران کے سامنے ایسے گرتی، جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے، موصوف اپنے حجرے کا دروازہ بند کیے یاد الٰہی میں مصروف رہتے، کسی کو آنے کا راستہ اور موقع نہیں دیتے تھے، کوئی زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوتا تو خدام اندر سے باہر آکر شیخ کی جانب سے اس کی تسلی اور دل جوئی کی خاطر دعا کرتے اور بعد ازاں اسے رخصت کرتے تھے۔(۱۱)

صرف نماز کے اوقات میں آپ کی زیارت ہوتی تھی۔ موصوف کبھی کبھی فارغ اوقات میں جنگل کی طرف جاتے، نہر اور دریا کے کنارے ایک گوشے میں یاد الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔(۱۲)

احمد آباد میں قیام کے دوران ہی ایک روز ''تبیین الطرق'' کی تصنیف وتالیف کا خیال دل میں موجزن ہوا، یہ رسالہ شیخ موصوف کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔(۱۳)

والی گجرات سلطان بہادر کے دور حکمرانی تک آپ احمد آباد گجرات میں قیام پزیر رہے، لیکن جب ہمایوں نے ۹۴۱ھ/ ۱۵۳۴ء میں بہادر شاہ کو شکست دی تو آپ ہندوستان سے مکۂ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں تقریباً 35 برس تک قیام پزیر رہے۔

مکۂ معظمہ میں قیام کے دوران شیخ ابوالحسن الشافعیؒ اور شیخ شہاب الدین احمد بن حجر المکیؒ سے علم حدیث حاصل کیا اور قادری شاذلی سلسلوں سے وابستہ ہو گئے، اس حوالے سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: ''مکۂ معظّمہ میں شیخ محمد بن سنجاویؒ جو اس عہد کے نامور بزرگ تھے، سلسلۂ قادریہ وسلسلۂ شاذلیہ کا جو شیخ نورالدین ابوالحسن علی حسنی شاذلیؒ پر منتہی ہوتا ہے اور سلسلۂ مدینیہ کا جو شیخ ابومدین شعیب مغربی تک پہنچتا ہے، حضرت علی متقیؒ نے خرقۂ خلافت پہنا، مکہ معظّمہ میں اقامت اختیار کی اور عالم کو طاعات، ریاضات ومجاہدات کے انوار سے منور کیا، دینی علوم کی اشاعت ومعارف کی فیض رسانی سے دنیا کو مستفید فرمایا، فن حدیث وتصوف میں کتابیں اور رسائل تصنیف کیے۔ ان کے آثار، تصانیف وتالیف دیکھ کر اور ان کے کمال اور ورع وتقویٰ کے قصے سن کر عقل حیران ہوتی اور یقینی طور پر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ تمام باتیں بغیر توفیق

الٰہی اور برکت خداوندی کے کمال مرتبت و استقامت اور رتبۂ ولایت پر ممتاز ہوئے بغیر انجام نہیں پاسکتیں۔''(۱۴)

قیام مکہ کے دوران حضرت علی متقیؒ دو مرتبہ گجرات (ہندوستان) تشریف لائے اور وہاں کے حاکم سلطان محمود شاہ ثالث کو تلقین فرمائی کہ وہ شریعت اسلامی کو مکمل طور پر نافذ کرے۔(۱۵)

احادیث نبویؐ سے تعلق وو ابستگی:

حدیث نبویؐ سے تعلق خاطر اور وابستگی کا یہ عالم تھا کہ موصوف اس کے درس و تدریس اور سنن و احادیث کی طلب اور جستجو میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتے تھے، اس سلسلے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا بیان ہے: ''شیخ متقی زیادہ تر رسالت مآب ﷺ کی سنن و احادیث کی جستجو میں مصروف رہتے تھے، حتیٰ کہ زندگی کے آخری لمحات میں جب انسان کو بمقتضائے عادت بشری چلنا پھرنا اور حرکت کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے، شیخ موصوف جاں کنی کے عالم میں اس مبارک عمل میں مشغول رہے، چناں چہ پرواز روح کے وقت تک موصوف نے ''جامع کبیر'' کا مقابلہ نہیں چھوڑا۔''(۱۶)

حدیث نبویؐ سے قلبی تعلق اور شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات سے چند لمحات قبل بھی آپ نے فرمایا:

''اخیر سانس تک کتب حدیث کا مقابلہ جاری رکھنا، حدیث کی کتابیں ہمارے سامنے سے نہ ہٹانا، آپ نے فرمایا: ''اخیر سانس کی نشانی یہ ہے کہ جب تک ہماری شہادت کی انگلی ذکر کے ساتھ حرکت کرتے دیکھو، جان لینا کہ ابھی روح جسم میں موجود ہے اور جب انگلی حرکت کرنا چھوڑ دے تو سمجھ لینا کہ روح پرواز کرگئی ہے، چناں چہ اخیر سانس تک یہی صورت دیکھنے میں آئی کہ شہادت کی انگلی مسلسل حرکت میں تھی، دوسرے کسی عضو میں حس و حرکت اور زندگی کا اثر نہیں رہا تھا، مگر یہی ایک انگلی تھی کہ جو ذکر الٰہی کے ساتھ جاری تھی۔''(۱۷)

آپ کے زہد و تقویٰ، ذکر و فکر، علم و فضل، عشق رسولؐ اور اتباع سنت کی بناء پر بے شمار لوگ حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے، ایک صوفی منش بزرگ، ولی کامل، متبحر عالم اور بلند پایہ محدث کی حیثیت سے حضرت علی متقیؒ کا تقریباً نوے سال کی عمر میں بہ وقت سحر جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ/ ۱۵۶۷ء کو مکۂ معظّمہ میں انتقال ہوا۔ آپ کی تاریخ وفات ''قصیٰ نحبہ'' سے نکلتی ہے، علاوہ ازیں ''شیخ مکہ'' اور ''متابعت نبیؐ'' سے بھی آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔(۱۸)

حضرت شیخ علی متقیؒ کے عظیم مناقب میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ انہیں خواب میں رسالت مآب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، یہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب اور جمعہ کی رات تھی۔ اس موقع پر انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اس زمانے میں لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ رسالت مآب ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ پھر کون سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہندوستان میں محمد بن طاہر۔(۱۹)

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی رات حضرت شیخ علی متقیؒ کے نامور شاگرد شیخ عبدالوہاب متقیؒ بھی رسالت مآب ﷺ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے، انہوں نے بھی یہی خواب دیکھا۔ یہی سوال کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بعینہ یہی جواب

عنایت فرمایا، بعدازاں شیخ عبدالوہاب متقیؒ اپنے استاذ و مربی حضرت شیخ علی متقیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ان کے سامنے اس خواب کا ذکر کریں۔ اس موقع پر حضرت شیخؒ نے فرمایا: تم نے بھی وہی خواب دیکھا ہے، جو میں نے دیکھا ہے۔'' (۲۰)

علامہ شعرانی ''طبقات الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں: ''شیخ علی متقیؒ خوف خدا رکھنے والے عابد و زاہد علماء میں سے تھے، میں ۹۴۷ھ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ نہایت کمزور اور نحیف بدن کے تھے، بکثرت بھوکا رہنے کے باعث ان کے جسم پر گوشت نظر نہیں آتا تھا، وہ بہت زیادہ خاموش مزاج اور تنہائی پسند تھے۔ اخیر عمر میں پیرانہ سالی اور کمزوری کے باعث وہ گھر سے نہیں نکلتے تھے، سوائے نماز جمعہ کی ادائیگی کے جو وہ حرم شریف میں صفوں کے ایک جانب ادا کیا کرتے تھے۔ نماز کے بعد پھر تیزی سے واپس لوٹ جاتے تھے، میں ان کے گھر میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ فقرائے صادقین کی ایک جماعت کمرے کے چاروں طرف بیٹھی ہوئی تھی، ان میں سے ہر ایک یاد الٰہی میں مشغول تھا، کوئی تلاوت میں مصروف تھا، کوئی ذکر الٰہی میں، بعض ان میں مراقبے میں مصروف تھے، جب کہ بعض حضرات علم کے مطالعے میں مشغول و منہمک تھے۔ مجھے مکۂ معظّمہ میں شیخ علی متقیؒ سے زیادہ کسی نے متاثر نہیں کیا۔ (۲۱)

حضرت شیخ علی متقیؒ کی علمی منزلت اور جلالتِ شان کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ ابن حجر ہیتمی مکیؒ جو اپنے زمانے کے بلند پایہ فقہاء و علماء میں سے تھے اور مکۂ معظّمہ میں شیخ الاسلام کے مرتبہ و منصب پر ممتاز تھے، وہ حضرت علی متقیؒ کے ابتدائی دور کے اساتذہ میں سے تھے، اس کے باوجود حال یہ تھا کہ انہیں کسی حدیث کے معنیٰ سمجھنے میں توقف و تردد ہوتا تو وہ شیخ علی متقیؒ کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت فرماتے تھے کہ آپ نے ''جمع الجوامع'' کی تبویب میں اس حدیث کو کہاں رکھا ہے؟ یعنی یہ حدیث ''جامع کبیر'' میں کہاں مذکور ہے، کس باب میں ذکر کی گئی ہے؟ تاکہ اس باب سے اس حدیث کے معنیٰ سمجھے جائیں۔ وہ بارہا اپنے آپ کو ان کا حقیقی تلمیذ کہا کرتے تھے، اخیر عمر میں ان کے مرید ہوئے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ (۲۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ''زاد المتقین'' میں رقمطراز ہیں: ''اس دور کے تمام اکابر و مشائخ مکہ حضرت شیخ علی متقیؒ کی خدمت میں آتے تھے، وہ آپ کے فضل و کمال کے معترف، عظمتِ شان و جلالت قدر پر متفق تھے، اس زمانے میں حجاز کے عوام و خواص جس طرح مشائخ سلف کو یاد کرتے تھے، انہیں یاد کرتے اور ان کا نام لیتے تھے۔'' (۲۳)

موصوف مزید لکھتے ہیں: ''تصنیف کتب و اشاعت علوم سے قطع نظر جس کی توفیق و سعادت بعض علمائے ظاہر کو بھی ہوتی ہے، مگر ریاضات و مجاہدات، کرامات، محاسن اخلاق، قابل تعریف اوصاف، رسوخ اعمال و افعال و استقامت احوال، شریعت کی پیروی، سنت کی اتباع، ظاہری و باطنی آداب کی نگہداشت، ورع و تقویٰ میں کمال احتیاط کے جو واقعات حضرت شیخ علی متقیؒ سے منقول ہیں، وہ ان کے حقیقی احوال اور کمالاتِ باطنی پر سب سے بڑی دلیل ہیں۔ (۲۴)

شیخ علی متقیؒ کی جلالتِ شان اور علمی مقام و مرتبے کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے معاصرین اور علمائے متاخرین تمام کے تمام آپ کی عظمت اور بلند مقام کے قائل نظر آتے ہیں۔ علامہ عبدالقادر العیدروسی نے ''النور السافر من اخبار القرن العاشر'' اور ابن العماد الحنبلی نے ''شذرات الذھب'' میں آپ کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

''کان من العُلماء العاملین و عباد اللّٰہ الصالحین، علیٰ جانب عظیم من الورع والتقویٰ والاجتھاد و رفض السّویٰ، وله مصنفات عدیدة، و ذکروا عنه اخباراً حمیدة رحمه اللّٰہ تعالیٰ'' (۲۵)

جب کہ علامہ عبدالحئ الحسینی نے ''نزھۃ الخواطر'' میں شیخ متقیؒ کو ''الشّیخ الامام العالم الکبیر المحدّث'' جیسے بلند القاب سے یاد کیا ہے۔(۲۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ''زاد المتقین'' (۲۷) اور ''اخبار الاخیار'' (۲۸) میں آپ کے فضائل و مناقب، محاسن و کمالات، علمی مقام اور جلالتِ شان کا بہت مفصل مبسوط اور جامع تذکرہ کیا ہے۔

چند مشہور اور نامور تلامذہ:

شیخ علی متقیؒ کے اساتذہ اور تلامذہ میں نامور علماء، محدثین، فقہاء اور صوفیائے کرام کے نام نظر آتے ہیں۔ آپ کے حلقۂ درس سے مستفید ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، جن میں محدث دیارِ ہند شیخ جمال الدین محمد بن طاہر محدث پٹنیؒ (۹۸۶ھ/ ۱۵۷۸ء) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ/ ۱۶۶۲ء) شیخ عبدالوہاب متقی، شیخ رحمت اللہ سندھیؒ اور شیخ عبداللہ سندھیؒ کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔(۲۹)

مختلف اسلامی علوم پر گراں قدر تصانیف:

حضرت شیخ علی متقیؒ کی علمی خدمات اور تصانیف کا دائرہ خاصا وسیع ہے، تفسیر، حدیث اور تصوف ان کے خاص موضوع رہے، موصوف دیارِ ہند کے کثیر التصانیف علماء میں سے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''شیخ علی متقیؒ نے متعدد رسائل اور کتابیں تصنیف کی ہیں، جو سالکانِ طریقت و طالبانِ آخرت کے لیے وقت کا بہترین سرمایہ اور درستی احوال کے لیے بہت معاون و مددگار ہیں، ان کی چھوٹی بڑی عربی تصنیفات و تالیفات کی مجموعی تعداد سو سے متجاوز ہے، ان کی سب سے پہلی تصنیف ''رسالہ تبیین الطرق'' اور دوسری ''مجموعہ حکم کبیر'' ہے۔ یہ بہت جامع کتاب ہے، جو کچھ تصوف کی کتابوں میں مذکور ہے، اس کا یہ خلاصہ اور آیات و احادیث و اقوال مشائخ کی جامع ہے۔'' (۳۰)

- ★... البُرھان الجلی فی معرفة الولی۔ (۳۱)
- ★... البُرھان فی علامات مھدی آخر الزمان۔ (۳۲)
- ★... الفصول شرح جامع الاصول۔ (۳۳)

★... المواهب العليّة فی جمع الحكم القرآنية والحديثية۔(۳۴)

★... ارشاد العرفان وعبارة الايمان۔(۳۵)

★... النهج الاتم فی ترتيب الحكم۔(۳۶)

★... الوسيلة الفاخرة فی سلطة الدنيا والآخرة۔(۳۷)

★... الرّق المرقوم فی غايات العلوم۔(۳۸)

★... تلقين الطريق فی السلوک لما الهمه اللّٰہ سبحانه۔(۳۹)

★... جوامع الكلم فی المواعظ والحكم۔(۴۰)

★... شئون المنزّلات۔(۴۱)

★... شمائل النبی ﷺ۔(۴۲)

★... غاية العمال فی سنن الاقوال۔(۴۳)

★... كنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔(۴۴)

★... منهج العمال فی سنن الاقوال۔(۴۵)

★... مختصر النهاية۔(۴۶)

★... نعم المعيار و المقياس لمعرفة مراتب النّاس۔(۴۷)

★... هداية ربی عن فقد المربّی۔(۴۸۔ا)

آپ کی بیش تر تصانیف حدیث اور تصوف کے موضوع پر ہیں۔آپ نے معاصرانہ بے اعتدالیوں پر بھی بڑی توجہ دی۔شیخ غوث گوالیاری کے ''رسالہ معراجیہ'' کی مخالفت کے علاوہ آپ نے مہدی جونپوری کے افکار ونظریات کی بڑی شدومد سے مخالفت کی، نہ صرف اس مقصد کے لیے حکام وقت کی اعانت حاصل کی، بلکہ مہدویت کی تردید میں دو مبسوط رسائل لکھے اور ظہور مہدی کی علامات اور اس حوالے سے علمائے مکہ کے فتاویٰ درج کر کے مہدی جونپوری کے دعوؤں کی تردید کی۔یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ گجرات میں جو مہدویت کا مرکز بن گیا تھا، یہ تحریک بالآخر ناکام ہوئی۔(۴۸۔ب)

''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: ایک عظیم علمی کارنامہ:

''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال'' حضرت شیخ علی متقیؒ کا عظیم علمی اور دینی کارنامہ ہے، احادیثِ نبویؐ کی اس مبسوط، جامع اور مقبول ومتداول کتاب کو ہر دور میں عظمت ومقبولیت اور شہرت حاصل رہی ہے۔یہ احادیث نبویؐ کا جامع ترین وہ عظیم مجموعہ ہے جسے شیخ علی متقیؒ نے علامہ جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) کی شہرۂ آفاق کتاب ''جمع الجوامع'' جسے ''الجامع الکبیر'' اور'' جامع المسانید'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، فقہی ابواب پر مرتب کیا، جس کے متعلق حضرت

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا بیان ہے: ''حق بات یہ ہے کہ اس کتاب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ متقیؒ نے اس میں کیسا کام کیا اور کیا خدمات انجام دی ہیں۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سنن واحادیث کے معنیٰ اس کے ادراک وترتیب اور الفاظ کے سمجھنے میں انہیں کیسی بصیرت حاصل تھی۔(۴۹)

موصوف مزید لکھتے ہیں: ''بعد ازاں شیخ علی متقیؒ نے اس کا ایک انتخاب کیا، جس میں بیشتر مکررات کو حذف کیا، جس سے وہ نہایت درجہ واضح ومنقح کتاب بن گئی ہے۔'' (۵۰)

دسویں صدی ہجری کے مشہور محدث شیخ ابوالحسن بکریؒ فرماتے تھے:

''علامہ سیوطیؒ کا عالم پر احسان ہے کہ انہوں نے ''جمع الجوامع'' جیسی جامع اور مبسوط کتاب لکھ کر احادیثِ نبویؐ کے ذخیرے کو یکجا مرتب اور مدون کر کے عظیم خدمت انجام دی، جب کہ علامہ شیخ علی متقیؒ کا علامہ جلال الدین سیوطیؒ پر احسان ہے کہ انہوں نے ''کنز العمال'' جیسی مقبول ومتداول کتاب مدون فرمائی۔(۵۱)

''کنز العمال'' کی عظمت واہمیت جاننے کے لیے اس کے اصل منبع ومصدر ''جمع الجوامع'' کی عظمت واہمیت سے واقفیت ضروری ہے۔

''جمع الجوامع'' کے مولف علامہ جلال الدین سیوطیؒ نامور مولف، بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مورخ اور لغوی ہی نہ تھے، بلکہ اپنے عہد کے مجدد بھی تھے، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نویں صدی ہجری کے بعد سات علوم (۱) تفسیر (۲) حدیث (۳) فقہ (۴) نحو (۵) معانی (۶) بیان (۷) علم بدیع میں علامہ سیوطیؒ کو اجتہاد کا دعویٰ تھا، اسلامی دنیا کی کسی زبان میں ایسی کوئی کتاب نہیں مل سکے گی، جس میں سیوطیؒ کی کسی کتاب کا حوالہ موجود نہ ہو۔ علامہ موصوف کی شخصیت افادۂ علمی، وسعتِ نظر، کثرتِ معلومات، کثرتِ تالیفات اور استحضارِ علم میں مثالی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔(۵۲)

معروف محقق مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتیؒ تذکرۂ علامہ جلال الدین سیوطیؒ میں لکھتے ہیں: ''مشرق ومغرب میں کہیں کسی زبان میں آج کوئی بڑے سے بڑا دانش ور و محقق جو اسلامی علوم، حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، رجال، سیر، نحو ولغت اور اسلامی تاریخ کسی موضوع پر قلم اٹھائے، اسے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات سے استفادہ کیے بغیر چارہ نہیں، یہ ان کا ایسا علمی فیضان ہے، جو کم کسی کو نصیب ہوا ہے۔'' (۵۳)

کتبِ حدیث میں ''جمع الجوامع'' کا مقام ومرتبہ:

مختلف اسلامی علوم پر ساڑھے پانچ سو سے زائد کتب کے مصنف علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تمام تالیفات میں ''جمع الجوامع'' کو کیا مقام ومرتبہ حاصل ہے، اس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ ''جمع الجوامع'' علامہ سیوطیؒ کی تالیفات میں علمی شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے، موصوف نے اس کے سوا اگر کوئی اور کتاب نہ لکھی ہوتی تو تنہا یہ ایک کتاب ہی ان کی شہرت وبقا اور جلالتِ علمی کے لیے کافی تھی۔ ''جمع الجوامع'' امتِ مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے۔(۵۴)

کنز العمال کے بنیادی منبع ومصدر ''جمع الجوامع'' کے حوالے سے خود شیخ علی متقیؒ کا بیان ہے:

''ائمۂ فن حدیث نے جو بہت سی کتابیں مدون کی ہیں، ان پر میری نظر ہے، میں نے ان میں سے ''جمع الجوامع'' سے جسے علامہ عبدالرحمن جلال الدین سیوطیؒ نے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے اور جنت میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، مرتب کیا ہے، اس سے زیادہ جامع اور نافع کوئی کتاب نہیں دیکھی، کیوں کہ اس میں ''صحاح ستہ'' اور دوسری کتابیں جن کی علامتیں انہوں نے بتائی ہیں، سب ہی جمع کر دی ہیں، اس میں مختلف اصناف کی ہزار ہا احادیث وآثار یکجا کی ہیں، کتاب کو خوب سے خوب تر اور مفید بنایا ہے''۔ اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے پچاس سے زیادہ حدیث کی کتابوں سے اسے مرتب کیا ہے اور کوئی موضوع حدیث اس میں نقل نہیں فرمائی۔(۵۵)

حافظ سید عبدالحئیؒ کتانیؒ ''فہرس الفہارس والاثبات'' میں لکھتے ہیں:

> ''علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی اہم اور عظیم تالیفات میں سے جو مسلمانوں پر ان کے عظیم احسانات میں سے ہے، ان کی کتاب جامع صغیر ہے اور اس سے زیادہ مبسوط ''جامع کبیر'' ''جمع الجوامع'' ہے، جس میں ہزاروں کی تعداد میں احادیثِ نبویؐ کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے اور یہی دونوں وہ واحد معجم ہیں جو آج مسلمانوں میں متداول اور رواج پزیر ہیں، جن سے وہ نبی اکرم ﷺ کے فرامین کو پہچانتے ہیں۔ ان کی تخریج کرنے والوں کو جانتے، احادیث کے مرتبہ ومقام کا فی الجملہ علم حاصل کرتے ہیں۔''(۵۶)

علامہ شیخ صالح مقبلیؒ نے اپنی کتاب ''العلم الشامخ'' میں اظہارِ حیرت کے بعد لکھا ہے کہ کوئی بھی محدث رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث یکجا جمع کرنے کے درپے نہیں ہوا، یہ سعادت شاید اللہ تعالیٰ نے بعض متاخرین علماء کے لیے مقدر فرمائی تھی، اس نے یہ اعزاز وشرف علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو بخشا اور انہی کو اس کا اہل بنایا، اس اہم کام میں ان کا کوئی شریک قریب دکھائی نہیں دیتا، جیسا کہ علامہ سیوطیؒ اپنی کتاب ''جمع الجوامع'' میں نمایاں نظر آتے ہیں۔(۵۷)

''کنز العمال'' کا بنیادی ماخذ ''جمع الجوامع'' حدیث کی مبسوط کتابوں کی جامع ہے، اس لیے یہ ''جمع الجوامع'' اور ''جامع کبیر'' کے نام سے بھی موسوم ہے۔ بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کا آغاز ۹۰۴ھ میں ہوا اور ۹۱۱ھ تک جو علامہ سیوطیؒ کا سن وفات ہے، اس کی ترتیب وتدوین کا کام جاری رہا۔(۵۸)

یہ دو حصوں میں منقسم ہے، پہلے حصے میں قولی حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں احادیثِ فعلی وغیرہ کا بیان ہے۔ علامہ سیوطیؒ آغازِ مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

''جمع الجوامع'' کی قولی حدیثوں کا حصہ جس میں ہر حدیث کے اول لفظ کو حروف تہجی کی ترتیب سے احادیث کو نقل کیا گیا ہے۔ کام تکمیل کو پہنچا تو میں نے باقی حدیثوں کو جو اس شرط سے خالی تھیں یا قول وفعل دونوں کی جامع تھیں یا سبب

مراجعت وغیرہ پر مشتمل تھیں، انہیں جمع کرنا شروع کیا تاکہ یہ کتاب تمام موجود حدیثوں کی جامع بن جائے۔(۵۹)

احادیثِ نبویؐ کا جامع اور گراں قدر مجموعہ:

اس کتاب میں حافظ سیوطیؒ نے تمام احادیث کے حصر واستیعاب کا ارادہ کیا ہے، موصوف فرماتے ہیں:

''قصدتُ فی جمع الجوامع الاحادیث النبویة باسرھا۔(۶۰)

میرا ارادہ تمام احادیثِ نبویہ کو''جمع الجوامع'' میں جمع کرنا ہے، شیخ عبدالقادر شاذلیؒ المتوفی ۹۳۵ھ دیباچہ''المجامع'' میں علامہ سیوطیؒ سے روایت کرتے ہیں:

''یقول اکثر مایوجد علیٰ وجه الارض من الاحادیث النبویة القولیة والفعلیة مأتاالف حدیث ونیف فجمع المصنف منھا مأة الف حدیث فی ھٰذا الکتاب یعنی ''الجامع الکبیر۔'' (۶۲)

موصوف فرماتے ہیں، روئے زمین پر زیادہ سے زیادہ جو قولی اور فعلی حدیثیں پائی جاتی ہیں، وہ دو لاکھ سے متجاوز ہیں، علامہ سیوطیؒ نے ان میں سے ایک لاکھ حدیثیں اس کتاب یعنی''جامع کبیر''(جمع الجوامع) میں جمع کی ہیں۔

''جمع الجوامع'' کی عظمت واہمیت اور جامعیت وافادیت اپنی جگہ مسلّم سہی، تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی ترتیب ہرگز ایسی نہ تھی جس سے ہر خاص وعام کو پورا پورا فائدہ ہوسکتا۔ اس سے وہی حضرات مستفید ہوسکتے تھے اور ہوسکتے ہیں جنہیں متعلقہ حدیث کے راوی کا نام معلوم ہو، یا حدیث کا ابتدائی جز یاد ہو، اس کے برعکس جنہیں ان باتوں کا علم نہیں، وہ کماحقہ اس کتاب کے استفادے سے قاصر ہیں، اس امر کا کماحقہ احساس ان کے معاصر عارف ہندیؒ ومسند حرم شیخ علی المتقیؒ کو ہوا، چناں چہ انہوں نے''جمع الجوامع'' کو ابواب فقہ پر مرتب کیا۔(۶۲)

''کنز العمال'' کی فقہی اسلوب میں تبویب وتدوین:

شیخ علی متقیؒ''کنز العمال'' کی فقہی انداز میں تبویب وتدوین کا سبب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

لیکن (جمع الجوامع) اہم فوائد سے خالی تھی، منجملہ ان کے یہ کہ جو کسی حدیث کے مفہوم سے واقف ہو اور وہ اسے تلاش کرنے کا خواہش مند ہو تو اس کے لیے اس متعلقہ حدیث کا نکالنا ممکن نہیں، ہاں اگر اسے اس حدیث قولی کا وہ کلمہ جس کی اسے تلاش ہے، یاد ہو، یا راوی کا نام اگر وہ حدیث فعلی ہے، یاد ہو، تو پھر اس کی تلاش مشکل نہیں اور جسے یہ یاد نہ ہو، اس کے لیے تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ انہی فوائد میں سے یہ ہے کہ جو یہ چاہے کہ خرید وفروخت، نماز یا زکوٰۃ وغیرہ کی تمام احادیث کا احاطہ کرے اور وہ ان سے واقف ہو تو اس کے لیے بھی یہ ممکن نہیں، مگر اس صورت میں کہ وہ (بالاستیعاب) پوری کتاب (اور مکمل جلدوں) کی ورق گردانی کرے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔(۶۳)

مذکورہ بالا اسباب کی بناء پر شیخ علی متقیؒ نے''جمع الجوامع'' کے پہلے حصے''جامع صغیر'' کو ابواب فقہ پر مرتب کیا اور اس

کا نام ''منہج العمال فی سنن الاقوال رکھا'' (۶۴)

بعدازاں شیخ علی متقی ہندیؒ نے زوائد جامع صغیر کوابواب فقہ پر ترتیب دیا اوراس کا نام ''**الاکمال لمنهج العمال فی سنن الاقوال**'' رکھا۔

پھران دونوں کو یکجا کر کے ''**غاية العمال فی سنن الاقوال**'' سے موسوم کیا اور جب مولف موصوفؒ نے کتاب کا ایک حصہ مکمل کرلیا تو ''جمع الجوامع'' کا دوسرا حصہ جو فعلی احادیث پر مشتمل تھا، مرتب کیا اور پوری کتاب کے ابواب کو ''جامع الاصول'' کی ترتیب کے مطابق حروف تہجی پر ترتیب دے کر اس کا نام ''**کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال**'' رکھا اور ۹۵۷ھ میں گویا پوری کتاب ''جمع الجوامع'' کوابواب فقہ پر مرتب کر کے اس سے استفادہ آسان کر دیا۔(۶۵)

علمی دنیا میں ''کنز العمال'' کی شہرت ومقبولیت:

شیخ علی متقیؒ کے اس کام اور عظیم خدمت کی بناء پر احادیث نبویؐ کے اس مبسوط، انتہائی اہم اور جامع ترین مجموعۂ حدیث جسے ''کنز العمال'' کے نام سے جانا جاتا ہے، امت میں بے پناہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہے، احادیثِ نبویؐ پر لکھی اور مدون کی گئی کتب میں اسے بے پناہ پزیرائی حاصل ہوئی۔کتب حدیث میں اس کی عظمت واہمیت اورافادیت ہر سطح پر مسلّم ہے۔حضرت شیخ علی متقیؒ کے خلوص، دینی جذبے اوراس عظیم کام کی اہمیت نے اس کی شہرت اور مقبولیت کو چار چاند لگائے۔متعدد ضخیم جلدوں پر مشتمل اس کتاب کوذخیرۂ حدیث میں جو مقام حاصل ہے، وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

''کنز العمال'' اسلامی دنیا سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔یہ پہلی مرتبہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن سے ۱۳۱۲ھ میں آٹھ ضخیم جلدوں میں مولانا وحید الزماں حیدرآبادی کی تصحیح سے شائع کی گئی تھی۔

۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء میں مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے دوبارہ شائع ہوئی۔بعدازاں مؤسسۃ الرسالہ بیروت سے شیخ بکر حیانی اورصفوۃ السقا کی تحقیق سے ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء میں ۱۶ ضخیم جلدوں میں شائع کی گئی۔اس کے بعدکئی دیگراداروں سے شائع ہو چکی ہے۔اس سے متعلق تفصیل کے لیے عبدالجبار عبدالرحمن کی کتاب ''ذخائرالتراث العربی'' (مطبوعہ جامعۃ البصرہ، عراق) اور مستشرق یوسف الیان سرکیس کی کتاب ''معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ'' (مطبوعہ قاہرہ) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ندیم مرعشی اوراسامہ مرعشی نے ''کنز العمال'' کا انڈیکس ''المرشد الی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال'' کے نام سے دوضخیم جلدوں میں تیار کیا تھا، جسے مؤسسۃ الرسالہ بیروت نے شائع کیا۔(۶۶)

مراجع وحواشی

(۱)　دیگرتفصیلات کے لیے دیکھیے: شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔(۱۳۸۳ھ)۔اخبارالاخیارفی اسرارالابرار۔تہران: انجمن آثارومفاخر۔

ص ۵۱۶،۵۴۱؛ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔(۱۴۱۹ھ)۔زادالمتقین فی سلوک طریق الیقین۔مترجم: محمد عبدالحلیم چشتی۔کراچی: الرحیم اکیڈمی۔ص ۴۵۔۱۰۲؛ عبدالقادر الیمنی۔(۱۴۲۷ھ)۔النور السافر من اخبار القرن العاشر۔تحقیق محمود الارناووط۔ بیروت: دارصادر۔ص ۴۲۱؛ ابن العماد الحنبلی۔شذرات الذہب فی اخبار من ذہب۔قاہرہ: مکتبۃ القدسی ۸/۳۷۹؛ چلپی، حاجی خلیفہ۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون۔بغداد: مکتبۃ المثنیٰ ۱/۵۶۱، ۵۹۷، ۶۷۵، ۲/۱۹۸۹۔آزاد بلگرامی/سبحۃ المرجان، مطبوعہ انڈیا، ص ۴۳؛ فقیر محمد لاہوری۔(۱۳۰۸ھ)۔حدائق الحنفیۃ۔لاہور: نولکشور۔ص ۳۸۲؛ نواب صدیق حسن خان۔ ابجدالعلوم (مطبوعہ انڈیا) ص ۸۹۵؛ عبدالحیٔ الحسینی۔نزہۃ الخواطر۔حیدرآباد دکن: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ۔ ۲۳۴/۴۔۲۴۵؛ اسماعیل باشا البغدادی۔ایضاح المکنون۔بغداد ۱/۱۱۷، ۲۳۴، ۳۱۸، ۳۷۴، ۴۱۳، ۵۴۸، ۲/۱۲۸، ۶۰۲؛ ایضاً البغدادی۔(۱۳۶۷ھ)۔ھدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین۔استنبول۔ ۱/۶۴۷، ۷۴۷؛ بدیع السید اللحام۔(۱۴۱۵ھ)۔الامام الحافظ جلال الدین السیوطی وجھودہ فی الحدیث وعلومہ۔دمشق: دارقتیبہ۔ص ۵۱۳؛ محمد یوسف الشریجی۔(۱۴۰۱ھ)۔الامام السیوطی وجھودہ فی القرآن۔دمشق: دارالمکی۔ص ۱۹۹؛ آزاد بلگرامی۔مآثر الکرام (دفتر اول)۔ص ۱۹۲؛ رحمان علی۔(۲۰۰۳ء)۔تذکرہ علمائے ہند۔مترجم: محمد ایوب قادری۔کراچی: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی۔ص ۳۰۲، ۳۰۳؛ نیز دیکھیے: عمر رضا کحالۃ۔معجم المولفین۔تراجم مصنفی الکتب العربیۃ۔بیروت: داراحیاء التراث العربی ۹/۵۹؛ خیرالدین الزرکلی۔(۱۹۷۹ء)۔الاعلام قاموس تراجم۔بیروت: دارالعلم۔ ۴/۳۰۹؛ غلام سرور لاہوری۔خزینۃ الاصفیاء۔لاہور ۱/۴۲۹؛ خلیل الرحمن۔(۱۳۱۷ھ)۔تاریخ برہان پور۔دہلی۔ص ۱۱۶، ۱۱۹؛ اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ۔(۱۹۸۵ء)۔لاہور: دانش گاہ پنجاب۔ ۱۸/۵۰۴۔ص ۵۱۷

(۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زادالمتقین۔ص ۴۵؛ عبدالحیٔ الحسینی۔نزہۃ الخواطر۔۴/۲۳۴

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زادالمتقین۔ص ۴۶۔ایضاً اخبار الاخیار۔ص ۵۱۷؛ عبدالحیٔ الحسینی۔نزہۃ الخواطر۔۴/۲۳۴

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زادالمتقین۔ص ۴۶　(۵) ایضاً۔ص ۴۶۔۴۷

(۶) ایضاً ص ۴۸؛ اخبار الاخیار۔ص ۵۲۳　(۷) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زادالمتقین۔ص ۴۸

(۸) ایضاً۔ص ۴۸　(۹) ایضاً۔ص ۴۹

(۱۰) ایضاً۔ص ۴۹　(۱۱) ایضاً۔ص ۵۰

(۱۲) ایضاً ص ۵۰　(۱۳) ایضاً ص ۵۰؛ اخبار الاخیار۔ص ۵۱۸

(۱۴) ایضاً؛ اخبار الاخیار۔ص ۵۴　(۱۵) عبدالحیٔ الحسینی۔نزہۃ الخواطر۔۴/۲۳۵

(۱۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زادالمتقین۔ص ۶۱　(۱۷) ایضاً۔ص ۱۰۲

(۱۸) ایضاً؛ نیز دیکھیے: عبدالقادر العبدروسی۔النور السافر من اخبار القرن العاشر۔ص ۴۲۱؛ ابن العماد الحنبلی۔شذرات الذہب۔۸/۳۷۹؛ حاجی خلیفہ۔کشف الظنون۔۱/۵۹۷؛ عبدالحیٔ الحسینی۔نزہۃ الخواطر۔۴/۲۴۴؛ عمر رضا کحالۃ۔معجم المولفین۔۹/۵۹؛ خیرالدین الزرکلی۔الاعلام۔۴/۳۰۹؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔۱۸/۵۰۴۔۵۰۶

(۱۹) عبدالقادر بن عبداللہ العبدروسی۔النور السافر من اخبار القرن العاشر۔ص ۴۲۱؛ عبدالحیٔ الحسینی۔نزہۃ الخواطر۔۴/۲۳۹

(۲۰) ایضاً　(۲۱) ایضاً ۴/۲۴۲

(۲۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زادالمتقین۔ص ۵۶　(۲۳) ایضاً

(۲۴) ایضاً۔ص ۵۶، ۵۷

(۲۵) عبدالقادر بن عبداللہ العیدروسی۔النور السافر من اخبار القرن العاشر ص ۴۲۱؛ابن العماد الحنبلی۔شذرات الذھب۔۸/ ۳۷۹

(۲۶) عبدالحئ الحسینی۔نزھۃ الخواطر۔۴/ ۲۴۴　　(۲۷) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زاد المتقین۔ص ۴۵۔۱۰۲

(۲۸) شیخ عبدالحق محدث دہلوی؛خبار الاخیار۔ص ۵۱۶۔۵۴۱

(۲۹) تفصیل کے لیے دیکھیے: شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زاد المتقین۔ص ۴۵۔۱۰۲؛اخبار الاخیار۔ص ۵۱۶، ۵۴۱

(۳۰) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زاد المتقین۔ص ۵۵،۵۶

(۳۱) یہ کتاب فارسی میں ہے،اور تصوف کی اہم کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔دیکھیے: عبدالحئ الحسینی۔نزھۃ الخواطر۔۴/ ۲۴۴؛عمر رضا کحالۃ۔معجم المولفین۔۹/ ۵۹؛خیر الدین الزرکلی۔الاعلام۔۴/ ۳۰۹

(۳۲) عبدالحئ الحسینی۔نزھۃ الخواطر۔۴/ ۲۴۴،حضرت شیخ علی متقیؒ نے اس کتاب میں حضرت مہدی کے حالات اور ان کے ظہور کے متعلق بیان فرمایا ہے،موصوف نے اس کتاب میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے رسالہ ’’عرف الوردی‘‘ کو اضافات کے ساتھ ازسرنو مرتب کیا اور محمد جونپوری کی مہدویت کی تردید کی ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔۱۸/ ۵۰۵۔نیز دیکھیے: نزھۃ الخواطر ۴/ ۲۴۴) شیخ علی متقیؒ نے اس کتاب میں ظہور مہدی سے متعلق تفصیلات کے بیان کے ساتھ ساتھ اس کی نشانیاں بیان کیں اور علمائے مکہ کے فتاویٰ درج کر کے مہدی جونپوری کے بے بنیاد دعووں کی تردید کی۔چناں چہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ گجرات میں جو مہدویت کا مرکز تھا، یہ تحریک بالآخر ناکام ہوئی۔(بحوالہ: شیخ محمد اکرام۔رودِ کوثر۔لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ص ۳۵۴)

(۳۳) اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔۱۸/ ۵۰۵　　(۳۴) عمر رضا کحالۃ۔معجم المولفین۔۹/ ۵۹؛ خیر الدین زرکلی۔الاعلام۔۴/ ۳۰۹

(۳۵) عمر رضا کحالۃ۔معجم المولفین۔۹/ ۵۹　　(۳۶) عبدالحئ الحسینی۔نزھۃ الخواطر۔۴/ ۲۴۴

(۳۷) ایضاً ۴/ ۲۴۴　　(۳۸) عمر رضا کحالۃ۔معجم المولفین۔۹/ ۵۹

(۳۹) عبدالحئ الحسینی۔نزھۃ الخواطر۔۴/ ۲۴۴　　(۴۰) خیر الدین زرکلی۔الاعلام۔۴/ ۳۰۹

(۴۱) مذکورہ کتاب میں قرآن کریم کی آیات کے شان نزول کے علاوہ لغوی،نحوی اور بلاغی بحثیں کی گئی ہیں،شان نزول سے متعلق آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔۱۸/ ۵۰۵

(۴۲) ایضاً۔۱۸/ ۵۰۵　　(۴۳) حاجی خلیفہ چلپی۔کشف الظنون۔۱/ ۵۹۷

(۴۴) شیخ علی متقیؒ کی شہرت ومقبولیت اور عظمت واہمیت کے لیے یہ صرف واحد کتاب ہی (جسے احادیث وسنن نبویؐ کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے) کافی ہے،جس کے متعلق نامور محدث شیخ ابوالحسن بکریؒ فرماتے تھے:

’’سیوطیؒ کا عالم پر احسان ہے اور علی متقیؒ کا سیوطیؒ پر احسان ہے۔‘‘ بحوالہ: عبدالحق محدث دہلوی۔زاد المتقین۔ص ۵۵؛عبدالقادر العیدروسی۔النور السافر۔ص ۴۲۱؛ ابن العماد الحنبلی۔شذرات الذھب۔۸/ ۳۷۹؛حاجی خلیفہ۔کشف الظنون۔۱/ ۵۹۷؛ الکتانی۔(۱۴۲۸ھ)۔الرسالۃ المستطرفہ۔بیروت: دار البشائر۔ص ۱۸۳؛ عبدالحئ الحسینی۔نزھۃ الخواطر۔۴/ ۲۴۴؛عمر رضا کحالۃ۔معجم المولفین۔۹/ ۵۹؛خیر الدین زرکلی۔الاعلام۔۴/ ۳۰۹

(۴۵) حاجی خلیفہ۔کشف الظنون۔۱/ ۵۹۷؛ خیر الدین زرکلی۔الاعلام۔۴/ ۳۰۹؛مذکورہ کتاب کا قلمی نسخہ رباط میں، ۲۵۵ نمبر کے تحت محفوظ ہے۔بحوالہ: الاعلام ۴/ ۳۰۹، یہ کتاب علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ’’الجامع الصغیر‘‘ کا خلاصہ ہے، جسے ابجدی ترتیب پر مرتب کرتے ہوئے احادیث معتبرہ کو ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔

(۴۶) یہ الجزری کی لغت احادیث کا خلاصہ ہے، جس کا نام ’’النہایۃ فی غریب الحدیث‘‘ ہے۔دیکھیے: اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ۔

۱۸/ ۵۰۵

(۴۷) اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/ ۵۰۵ (۴۸۔ا) ایضاً

(۴۸۔ب) محمد اکرام شیخ۔(۲۰۰۵ء)۔رودِکوثر۔لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔ص ۳۵۴

(۴۹) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔زاد المتقین۔ص ۵۵

محمد یوسف الشریجی اپنے تحقیقی مقالے میں عنایۃ العلماء ’’بالجامع الکبیر‘‘ کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں: ’’جامع کبیر‘‘ پر سب سے عظیم اور نمایاں خدمت علامہ علی متقیؒ الہندی نے انجام دی، جنہوں نے اسے ابواب پر ترتیب دیا اور اسے پانچ مراحل پر تقسیم کرتے ہوئے ایک عظیم علمی کارنامہ انجام دیا ہے۔محمد یوسف الشریجی۔(۱۴۰۱ھ)۔الامام السیوطی وجھودہ فی علوم القرآن۔دمشق: دار المکی۔ص ۳۱۸

(۵۰) ایضاً؛ حضرت شیخ علی متقیؒ نے اس کا نام ’’منہج العمال فی سنن الاقوال‘‘ رکھا، دیکھیے: حاجی خلیفہ۔کشف الظنون۔۱/ ۵۹۷؛ خیر الدین الزرکلی۔الاعلام ۴/ ۴۰۹ (۵۱) ایضاً

(۵۲) محمد عبدالحلیم چشتی۔(۱۴۲۱ھ)۔تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطی۔کراچی: الرحیم اکیڈمی۔ص ۹

(۵۳) ایضاً۔ص ۱۳۵ (۵۴) ایضاً۔ص ۱۸۷ (۵۵) ایضاً

(۵۶) حافظ عبدالحئ الکتانی۔(۱۴۰۶ھ)۔فہرس الفہارس والاثبات۔تحقیق: احسان عباس۔بیروت: دار الغرب الاسلامی۔۲/ ۱۱۱۷، ۱۱۱۸؛ بدیع السید اللحام۔ص ۵۱۳؛ محمد یوسف الشریجی۔(۱۴۰۱ھ)۔ص ۱۹۹، ۳۰۶

(۵۷) حافظ عبدالحئ الکتانی۔۲/ ۱۱۱۸؛ محمد عبدالحلیم چشتی۔ص ۱۸۸

(۵۸) ایضاً۔ص ۱۷۶

(۵۹) مقدمہ جمع الجوامع بحوالہ کنز العمال۔مطبوعہ دکن۔۱۳۱۲ھ۔۱/ ۴؛ محمد عبدالحلیم چشتی۔ص ۱۷۸؛ ’’جمع الجوامع‘‘ پہلی بار الھیئۃ المصریۃ العامہ قاہرہ سے ۱۹۷۸ء میں دار الکتب کی عکسی دو جلدوں میں شائع ہوئی۔پہلی جلد ۱۳۰۰ اور دوسری جلد ۸۴۶ صفحات پر مشتمل ہے، پھر اسے مجمع البحوث الاسلامیہ نے ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء سے ماہانہ شمارے کے طور پر شائع کرنا شروع کیا جس کے ۱۹ شمارے ۱۴۲۰ھ تک شائع ہو چکے تھے اور بعد ازاں مکمل کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔

(۶۰) السیوطی۔(۱۳۵۸ھ)۔الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر۔قاہرہ۔۱/ ۳

(۶۱) محمد عبدالحلیم چشتی۔ص ۱۷۸ (۶۲) ایضاً۔ص ۱۸۹

(۶۳) ایضاً۔ص ۱۸۹، ۱۹۰ (۶۴) ایضاً۔ص ۱۹۰

(۶۵) علی متقی الھندی۔کنز العمال۔۱/ ۲ (۶۶) محمد عبدالحلیم چشتی۔ص ۱۹۲